مختصر نوٹ

کیا فی الواقع مسلمانوں کا کوئی لیڈر نہیں ہے

پچھلے دنوں سول ملٹری گزٹ لاہور نے کانپور کی مسجد پر مسلمانوں کے شور فریاد کی حقیقت پر لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ آجکل مسلمانوں میں کوئی زبردست لیڈر نہیں ہے۔ اور جو لوگ لیڈر بننے کے خواہشمند ہیں۔ وہ اپنا مدعا اپنے بھائیوں سے زیادہ شور مچا کر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمان اخبارات نے سول کے اس نوٹ پر بہت کچھ ناک بھوؤں چڑھایا ہے۔ مگر اس کا جواب نہیں دے سکے کہ

کیا فی الواقع مسلمانوں کا کوئی لیڈر نہیں ہے؟

سول کی یہ رائے عام مسلمانوں کے متعلق بالکل درست ہے۔ لیکن ایک ہی قوم ہے جو کہہ سکتی ہے کہ ہاں ہمارا ایک لیڈر ہے۔ جسکی آواز ہر قسم کے جوش و اضطراب پر تسکین کا دامن بچھا سکتی ہے۔ اس کا فیصلہ اس قوم کے نزدیک ناطق اور اٹل ہے اور وہ احمدی قوم ہے۔ جو اپنا امام رکھتی ہے۔ باقی مسلمانوں کے لیڈروں کے سحر آفرین ایڈیٹروں کی قلم اور دماغ میں ہیں۔ اور عملی طور پر کوئی نہیں۔ ان ایڈیٹروں کی قلم گویا حقیقت کا کٹھ پتلا ہے۔ وہ جس کو چاہیں۔ اپنے کالموں میں آج لیڈر مشتہر کر دیں اور کل اسی کی پگڑی اتار کر مسجد کے دروازے کے باہر والے باغ میں اچھال دیں۔ ایسی حالت میں ان کی فریاد و پکار محض بے قاعدہ اور اپنا الو سیدھا کرنے کیلئے ہے۔ اور اگر کوئی مشفق علیہ لیڈر مسلمانوں کا ہے تو انہیں پیش کرنا چاہیئے تھا۔ مگر یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کے فضل سے احمدی قوم اس بارہ میں خوش قسمت اور مبارکباد کے قابل ہے جو اپنا امام رکھتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس قوم میں کوئی اضطراب اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ قوم کو لیڈ کرنے والا انسان قدسی صفات اُسے صراط المستقیم پر لیجانا چاہتا ہے۔ اور انہیں بہکنے سے بچانا اس کا کام ہے مبارک وہ جو اس کے پیچھے چلیں۔

مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیئے

معزز ہمعصر پیغام صلح نے اخبار ویش کے کسی نامہ نگار کی اس رائے کو کہ انگریز مدیجیہ ہند۔ نغیری والے۔ انگریزی باجے والے ہندو ہوں۔ اور یہ پیشے ہندوؤں میں رواج ... انہیں کیا۔ وہ

نفاق پیشی کا ذریعہ سمجھتے ہیں ہر شخص اپنی رائے کے لئے وجوہات اور دلائل رکھتا ہے لیکن میں اس تحریک کے اس پہلو پر نظر نہیں کرتا۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اپنی اور اپنی قومی ترقی کے لئے جد و جہد کرے۔ پس ہندو شوق سے ان پیشوں کو اختیار کریں۔ اور ضرور کریں۔ جب تک فلاکت زدہ قوم ہر طرف سے ٹھوکریں نہ کھائیگی بیدار نہ ہو گی میں تو خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ مسلمانوں سے یہ ذلیل پیشے چھینے جاویں تاکہ وہ ترقی کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔

جماعت احمدیہ اور جمہور مسلمانان

اس عنوان سے پیسہ اخبار نے ایک نوٹ لکھا ہے کہ معزز ہمعصر الفضل نے کانپور کے متنازعہ مسجد کے متعلق مسلمانوں کو جو رائے دی ہے وہ جمہور مسلمین کے خلاف ہے۔ پیسہ اخبار نے اگر الفضل سے یہ توقع کی تھی کہ اگر عام مسلمان کسی بیجا جوش اور غلطی کا بھی ارتکاب کریں گے۔ تو الفضل ان کا ساتھ دے گا۔ تو اس کی یہ توقع ایک خیالی امید سے بڑھ کر نہیں۔ الفضل کے اجرا کی غرض دنیا کو حق پہونچانا ہے اور اس کو صداقت کے مرکز پر جمع کرنا ہے غلط اور بیہودہ خیالات سے عام مسلمانوں کو بچانا ہے۔ ایسی صورت میں ایک مصلح اور ریفارمر کی حیثیت سے ناممکن ہے کہ وہ جمہور کی تمام باتوں میں ہاں میں ہاں ملائے اور نہ کبھی اسطرح جبر اتحاد قوم میں پیدا ہو سکتا ہے۔ الفضل دنیا میں نفاق پیدا کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ اخلاص اور صدق کے پاک ذریعوں سے ناقابل شکست اتحاد پیدا کرنا اسکا مقصد ہے۔ اس پاک مقصد کے لئے وہ اس بات کی پروا نہ کریں گے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو نفاق کے کیڑے نظر آتے ہیں۔ تو صداقت کا اظہار کرے۔ امید ہے کہ مسلمانوں کو سمجھا دیگا کہ وہ اپنے حقیقی خیر خواہاں اور ریاکار مریدوں میں فرق کر سکیں

ایک نیا مدعی نبوۃ

اٹلی میں ایک شخص نے دعوئے نبوۃ کیا ہے۔ اس نے پیغام نبوۃ کے طور پر جو اعلان شایع کیا ہے اس کا عنوان "زمین اور انسان" یہ شخص مسیح ہونے کا مدعی ہے اس کی دعوت و تبلیغ کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ زمین مثل دوسرے ذی الروح حیوانات کے ایک ذی روح جسم ہے جو ان چھوٹے چھوٹے اجسام سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے جو فضاء عالم میں موجود ہیں وہ سانس لیتی ہے اگر اسکی سانس سے جو الیکٹر خارج ہوتا ہے وہ کوئلہ بنجاتا ہے ذاتی اپنے ارادہ سے اور مطلق انسان کیساتھ حرکت کرتی ہے اور اپنے دماغ کے ذریعہ سے جو قطب میں ہے غور و فکر کرتی ہے۔

کیا آنیوالے مسیح کا یہی کام تھا؟ کہ وہ ایسی باتیں کرے جنسے دنیا کی روحانیت میں کوئی تبدیلی اور تحریک نہ ہو سکے؟ اس شخص کے کذب و بطالت پر اسکا اعلان ہی اچھا گواہ ہے۔

ڈاکٹر انصاری کے طبی وفد کے استقبال پر ایک لطیف رائے

معزز ہمعصر مدینہ بجنور نے انصاری وفد کے استقبال پر نہایت قیمتی خیالات کا اظہار کیا ہے وہ مسٹر محمد علی اور ان کے دوسرے ہم خیالوں سے قوم کے قیمتی وقت اور روپیہ کے بیجا صرف کا جائز سوال کرتا ہے جو اس موقعہ پر صرف کیا گیا۔ فی الحقیقت اس کا یہ خیال درست ہے کہ مسلمانوں کی تباہی اور قتل و غارت کے نظارے دیکھ کر آنے والے کا استقبال گویا ٹرکی کی تباہی کا جشن مسرت ہے۔ اس بارے میں مدینہ کی رائے آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ افسوس مسلمان اخلاص اور بے ریا خدمت ملک و قوم کو بھول کر اب نمائشی زندگی کے پہلو کو پسند کرنے لگے ہیں وہ روحیں شاید بہت ہی کم اور اکسیر ہونگی جنکو دنیا میں کوئی بھی نہ جانتا ہو مگر وہ اپنے ملک اور قوم کی بہلائی کے لئے چشم گریاں اور سینہ بریاں ہوں۔ اس نمائش کے جذبات نے اخلاص کی روح کو فنا کر دیا۔ معزز ہمعصر نے جن سنجیدہ خیالات کو ظاہر کیا ہے۔ میں اس کے لفظ لفظ سے اتفاق کرتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ:۔

اس موقع پر سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر انصاری کا استقبال کس نوعیت سے اسقدر اہم تھا کہ اس کے لئے عزیز وقت بیکار کھونے کے علاوہ روپیہ بھی غیر ضروری مصرف میں صرف کیا گیا۔

کیا مسٹر محمد علی اور اسکے دوسرے ہم خیال بتلا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر انصاری ٹرکی سے وہ کونسی خوشخبری لیکر وارد ہند ہوئے تھے کہ انکا استقبال اسقدر دھوم دھام سے کیا گیا ڈاکٹر انصاری ٹرکی گئے اور ٹرکی کے مصائب و تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھکر ہندوستان واپس آئے انکا استقبال یہ معنے رکھتا ہے کہ خدا نخواستہ ٹرکی کی تباہی ہمارے موجب مسرت ہے۔

ڈاکٹر انصاری کے وارد ہند کا دن ہمارے لئے قیامت سے کم نہ تھا۔ کیونکہ ڈاکٹر انصاری کی واپسی نے ہمارے ان مہلک زخموں کو پھر تازہ کر دیا۔ جو ترکی کی تباہی کا لاکھوں بیگناہوں کے قتل معصوم و شریف خاتونوں کی عصمت دری کے گذشتہ واقعات سے ہمارے قلب و جگر کو چھلنی بنائے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر انصاری ہندوستان واپس آئے اور اپنے ساتھ ان چشمدید زہرہ گداز مظالم و مصائب کے واقعات لیکر آئے جنکے سننے سے دل خون ہوتا اور آنکھیں خونبار کر دیتی ہیں۔

اب تک ترکی کی تباہی اور مظالم کے جو واقعات ہم سنتے رہے ہیں وہ صرف اخبارات کے کالموں سے لیکن ڈاکٹر انصاری نے جو واقعات بیان کئے ہیں وہ چشمدید ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے اسقدر موثر ہیں کہ گویا یہ

مظالم ہماری نگاہوں کے سامنے ہوئے ہیں اور ہم سخت دل اپنے مظلوم بھائیوں اور اپنے مذہبی سلطنت کی تباہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

کیا ان واقعات کی موجودگی میں ان مشاہدات عینی ہونے پر کہا جا سکتا ہے کہ ڈاکٹر انصاری کا استقبال جوش و مسرت کا موجب ٹھیر سکتا ہے۔ ہماری اسلامی سلطنت تباہ ہو گئی۔ لاکھوں مسلمان بھائی شہید ہوئے لاکھوں بے گناہ باشندے قتل و غارت کئے گئے ہیں۔ اور ہزاروں خاندان برباد کی عصمت دری کی گئی۔ لیکن ہم ان تمام واقعات کو آنکھوں سے دیکھنے والے لوگوں کا خوشی سے استقبال کرتے ہیں۔ گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ ٹرکی کی تباہی کا جشن مسرت منا رہے ہیں۔ ڈاکٹر انصاری کا استقبال جوش مسرت کے بجائے ماتمی لباس سے کیا جاتا۔ نعرہائے مسرت کے بجائے نوحہ زہرگداز سے دل کی جلن کا ثبوت دیا جاتا تو ہم سمجھتے کہ مسلمان حقیقت میں ٹرکی کی تباہی کا رنج دل میں رکھتے ان کے دل ضرور اس صدمہ سے پارہ پارہ ہو گئے ہیں۔ لیکن کیا قیامت ہے کہ ہم تباہی دیکھنے والوں کا استقبال خوشی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ تباہی کا منظر ہمارے سامنے ہے اور ہم خوشیاں منا رہے ہیں۔ اللہ اکبر ہمارے گھر مردہ پڑا ہے۔ ہمارے معابد اور ہماری مذہبی ہستی خطرہ میں پڑی ہوئی ہے۔ ہمارے لاکھوں بھائی فاقہ اور مصیبت کی زندگی کاٹ رہے ہیں اور ہم اپنا روپیہ صرف کرتے ہیں۔ تو کس جگہ ان لوگوں کے استقبال پر جو ہمارے سامنے زہرہ گداز اور قیامت خیز حادثات بیان کر کے ہمیں خونباری کا موقع دیں گے

ڈاکٹر انصاری کا استقبال اگر یہ معنے رکھتا ہے کہ اسلام کی کمزوری اور مسلمانوں کی تباہی موجب مسرت ہے تو اس امر میں مجبوری ہے لیکن اگر اس کے یہ معنے لئے جاتے ہیں کہ ڈاکٹر انصاری ہندوستان میں ٹرکی کی فتوحات میں حصہ لیکر داخل ہوئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے اس سے مسرت کوئی نہیں ہو سکتی تو اس کا فیصلہ ناظرین خود کر سکتے ہیں۔ کہ ٹرکی کا اس جنگ میں کیا حشر ہوا۔ پھر موقع استقبال کی نوعیت ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ ڈاکٹر انصاری کے وفد نے کیا کارہائے نمایاں کئے اور کسقدر زخمیوں اور مریضوں کی جان بچائی کیونکہ جنگ کے موقعہ پر معمولی خدمات بھی نہایت اہمیت رکھتی ہیں۔ اور طبی وفد کی خدمات بھی اس موقعہ بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔

اس موقع پر ہم یہ کہدینا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹر انصاری نے جو حالات یہاں آکر بیان کئے۔ اور جسقدر حالات ٹرکی سے ہندوستان بھیجے۔ ان میں کم و بیش زیادہ حصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ترک اور ترکی افسر نہایت خلیق و متواضع ہیں۔ ان سے طبی وفد کے اراکین نہایت شوق سے ملے۔ اور ترکی افسروں نے ان کے ساتھ نہایت خلق و تواضع سے برتاؤ کیا یہاں تک کہ سگرٹ عنایت ہوا۔ اور دستخط فرما کر تصویر بطور یادگار دے گئی۔

افسوس یہ ہے اوس اسلامی سلطنت کے افسروں کا حال جو خادم حرمین شریفین اور سلف کے جانشین کہلاتی ہے۔ ڈاکٹر انصاری کے سینکڑوں خط اردو اخبارات میں شایع ہو چکے ہیں۔ لیکن کسی خط میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ ترکی افسروں کی مذہبی زندگی کیسی ہے اور انہوں نے مذہبی حیثیت سے ملک و قوم کی کیا خدمت کی ہے۔ کسی خط میں یہ بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ ڈاکٹر انصاری یا ان کے وفد کے کسی رکن نے ٹرکی میں رہ کر کوئی خالص مذہبی رکن بھی ادا کیا ہو یا مذہبی طبقہ سے شرف ملاقات حاصل کیا ہو؟

یہ سب باتیں کم و بیش ایسی ہیں کہ ہم ان پر جسقدر روئیں کم ہے۔ ہم مسلمان ہیں اسلام کے پیرو ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ ہماری ایک حرکت ہمارا ایک فعل بھی ایسا نہیں جو حقیقی طور پر اسلام کا نمونہ کہا جا سکے؟

ہم کیوں تباہ ہوئے ہمارے دل و دماغ میں اسقدر آزادی کیوں پیدا ہوئی۔ ہم بے حس کیونکر ہو گئے۔ یہ سب صرف اوس پاکیزہ اسلام کے ہاتھ سے چھوڑ دینے کے سبب جو ہماری زندگی کا ایک سچا اصول تھا جس پر ہماری فطرت کا مدار ہے جس میں ہماری ترقی و کامیابی منحصر ہے۔ اللہ اکبر ایک وہ دن تھا کہ ہماری مذہبی ہستی اس حد تک قوی تھی کہ مخالف قوموں سے صرف دو سوال ہوتے تھے۔ یا تو یہ کہ وہ اسلام لائیں اور احکام اسلام کے لئے گردنیں خم کر دیں۔ یا اسلام کے ماتحت وہ کر جزیہ دیں۔ ایک آج کا دن ہے کہ ہماری تمامتر ترقی کا مدار و معیار یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہم اسلام سے بیگانہ ہو کر زندگی بسر کریں۔ اور احکام اسلام کا نام تک نہ لیں۔ آہ یہ دینی اور ترقی کا خیال ہم نہیں کہہ سکتے ہمارا ہمارا کیا انجام ہوگا؟

بنگالی مسلمانوں میں پنچایت

بنگالی مسلمانوں میں پنچایت کے ذریعہ تنازعات کو فیصلہ کرنے کا رواج ترقی پر ہے۔ گورنمنٹ

بنگال نے اس پر ریویو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگرچہ مسلمانوں میں ذات پات کا رواج نہیں تو بھی ہندو مسلمانوں کا طریق پنچایت ایک ہی قسم کا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرفا کے طبقہ کے علاوہ اور تمام طبقوں کے مسلمان اس پنچایت کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ نہایت افسوس اور تعجب کی بات ہے کہ اسلام میں شرافت اور کرم کا معیار محض تقوے اللہ ہے۔ مگر آج مسلمان شرافت کا انحصار سونے چاندی کے سکوں کی موجودگی کو سمجھتے ہیں۔ اخلاقی طور پر ایسے لوگ خواہ نہایت ہی ذلیل زندگی بسر کرتے ہوں بہرحال ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں پنچایت کے سسٹم کو رواج دیا جاوے اور ذات پات کے قیود کو توڑ کر انہیں اسلامی اخوت کے وسیع سلسلہ میں منسلک کر دیا جاوے اور اگر بنگال کے شرفا عوام مسلمانوں کیسا تھ شامل نہ ہوں تو انہیں اسلامی برادری کے لحاظ سے گریڈ نہ دیا جاوے۔ اسی قسم کی اخلاقی اصلاحوں کی قوم کو ضرورت ہے مگر ہمارے آتشیں قلم اخبار نویس اپنی ہمت صرف عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے پر صرف کرتے ہیں۔ جو کیا جانے کا ہی فرض ادا کرنا چاہتے ہیں یہ افسوسناک امر ہے +

قومی تحریکیں اور قومی کام

اس عنوان کے نیچے مسلمانوں کی ہر قسم کی تحریکوں اور تعلیم گاہوں اور انسٹیٹیوشنز کے متعلق مناسب موقعہ اور آپ ٹو ڈیٹ واقعات پر اظہار رائے ہوا کرے گا

وباللہ التوفیق – (ایڈیٹر)

شبلی کا استعفا

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں ندوہ کے سوال جہاد پر ایک مختصر نوٹ شایع کیا جا چکا ہے ناظرین اب یہ سنکر تعجب کریں گے کہ آخر مولانا شبلی نے ندوۃ کی رکنیت و معتمدیت سے استعفٰے دیدیا۔ وجوہات استعفٰے میں خرابی صحت کے علاوہ اراکین ندوۃ کے باہمی اختلاف کو بھی داخل کیا ہے۔ یہ اپنی قسم کا پہلا استعفٰے نہیں مسلمانوں کی مختلف سوسائٹیوں میں جو لوگ کچھ بھی کام کرتے ہیں جب ان پر خود پسندی اور خود غرضی کا بھوت سوار ہوتا ہے اور وہ اپنی ابتدائی حکومت کو خطرہ میں پاتے ہیں تو ہم خیال لوگوں میں جوش پیدا کرنے کے لئے ذرا سی مخالفت پر مستعفی ہونے کی دھمکیاں دیا کرتے ہیں۔ شبلی صاحب کا استعفا بھی اسی قماش کا ہے شبلی صاحب اگر بے ریا ہو کر کام کرتے تھے تو انہیں اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے کہ کسی معاملہ میں انکا اختلاف ہوتا ہے۔ اراکین ندوۃ جو اپنے اغراض میں مسلمانوں کے باہمی نفاق کو دور کرنے کا مقصد لیکر اٹھے تھے۔ جب اپنے اختلافات کو مٹانے میں کچھ بھی کامیاب نہیں ہوئے تو دوسروں کو کیا نفع پہونچائیں گے

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ ندوہ کی تمام ترقیوں اور کامیابیوں کا مرکز علامہ ممدوح ہی ہیں اور اس لئے ان کے استعفٰے سے ندوہ کو سخت نقصان پہونچے گا ہیں مسلمانوں کے اس طبقہ میں جو علماء ربانی پیدا کرنے کا مدعی ہے ایسی باتوں کو تعجب سے سنتا ہوں جس انسٹیٹیوشن اور جماعت کا مدار ایک کمزور اور مرجانیوالے انسان پر ہے وہ آخر ایک دن مٹ جائیگی کیونکہ وہ انسان مرے گا۔ پس مسلمانوں کو ملکر اس بت کو آج ہی توڑ دینا چاہیئے۔ شبلی کے استعفٰے کی ذرا بھی پرواہ نہ کر کے ندوہ کے کام میں ہمت دار مستعدی سے کام لیں اور خدا کے فضل پر بھروسہ کریں۔ ایسے استعفٰے کبھی واپس نہیں ہونے چاہئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ شبلی ناظم مقرر ہو گئے +

علیگڈھ کالج کا سکرٹری

ہدف ملامت ہو رہا ہے

ہندوستان کے مسلمانوں کی سب سے بڑی تعلیمی انسٹیٹیوشن علیگڈھ کالج ہے۔

علی گڑھ کالج کا سکرٹری ہندوستان کے مسلمانوں کا نائب اور قائمقام سمجھا جاتا ہے۔ اب اس عہدہ پر نواب محمد اسحٰق خان ہیں جس وقت ان کے انتخاب کے لئے ملک میں جوش پھیلا ہوا تھا۔ اس وقت ان سے بہتر اور قابل کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا۔ لیکن آج زمانہ پھر گیا ہے۔ اب ان میں جو کچھ دیکھا جاتا ہے وہ ہیں الیسی ناعاقبت اندیشی قوم کی حفاظت کرے۔ نواب محمد اسحٰق خان صاحب کا قصور اتنا ہے کہ وہ جوش کو پسند نہیں کرتے۔ وہ متانت اور مآل اندیشی اور خاموشی کے ساتھ کام کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں میں بیجا جوش پیدا کرنے کے حق میں نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان نوجوانوں کو جو ایجی ٹیشن اور شورانگیزی کو اپنی ترقیوں کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ طریق پسند نہیں آسکتا۔ مگر یہی بات ہے کہ مسلمانوں کو ایسے ہی دانشمند اور متین مدبروں کی ضرورت ہے جیسے کہ نواب محمد اسحٰق خان ہیں۔ میں تو اسے قومی بدقسمتی کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے عہدوں پر حملے کرے۔ لیکن نواب صاحب کو اس بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ وہ اپنا کام سنجیدگی کے ساتھ کرتے جاویں جب تک انہیں موقعہ حاصل ہے۔ آخر وقت آجائیگا کہ یہ جوشیلے نوجوان بھی اپنی تیزیوں کے برے انجام سے باخبر ہو جاویں گے۔

نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی

مولوی عبید اللہ صاحب ایک سنسد اور باہمت شخص ہیں۔ انہوں نے پہلے دیوبند میں جمعیۃ الانصار قائم کر کے مدرسہ دیوبند کو ایک شاندار اور مفید اسلامی دارالعلوم بنانے کی کوشش کی تھی لیکن مسلمانوں کے اجتماعی کاموں کی جو حالت ہوتی ہے۔ اس نے یہاں بھی اپنا اثر دکھایا۔ آخر مولوی عبید اللہ صاحب مع اپنے ہم خیال دوستوں کے مجبور ہوئے کہ وہ الگ ایک انجمن قائم کریں۔ چنانچہ انہوں نے انجمن نظارۃ المعارف القرآنیہ دہلی میں قائم کی ہے۔ اس انجمن کے ذریعہ وہ ایسے گریجویٹ تیار کرنا چاہتے ہیں جو اشاعت اسلام کے کام میں حصہ لے سکیں۔ دو سال میں انہیں قرآن مجید اور حدیث شریف اور دیگر علوم متعلقہ کا کورس ختم کرا دیا جائیگا۔ مولوی صاحب ممدوح کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ ایک اولوالعزم اور وسیع الخیال آدمی ہیں۔ ہر چند وہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ عقیدت نہیں رکھتے لیکن خالی دشمن بھی نہیں یہ کام جو انہوں نے شروع کیا ہے ایک جوش اور درد سے کیا ہے حال ہی میں ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال نے اس انجمن کی سرپرستی قبول فرمائی ہے اور دو سو روپیہ ماہوار کی مستقل اعانت کے احکام نافذ کئے ہیں۔ عالیہ بھوپال نے اسلامی اور دینی کاموں میں بڑی فیاضی سے کام لیا ہے۔ جس کے لئے وہ مسلمانان ہند کی شکرگزاری کی مستحق ہیں۔ سیرت نبوی کے اخراجات آپ ادا کر رہی ہیں اور دوسری اسلامی درسگاہیں ان کے فیض سے سیراب ہو رہی ہیں۔ اب تک اگر ان کی توجہ نہیں ہوئی تو قادیان کے کاموں کی طرف۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں توجہ دلائی ہی نہیں گئی۔ بہرحال انجمن نظارۃ المعارف القرآنیہ کو والیہ بھوپال کے عطیہ نے بہت بڑی مدد دی ہے۔ میرے خیال میں اگر دہلی کی جامع مسجد کی کمیٹی فتحپوری کے مدرسہ کو نظارۃ المعارف کے سپرد کر دے تو یہ مدرسہ دہلی کے بہترین مدرسوں میں ہو جاوے۔ اور نظارۃ المعارف اپنے دائرہ کام کو خوب وسیع کر سکے۔ چونکہ حاذق الملک بھی اس میں شامل ہیں اس لئے یہ امید کرنا بے موقعہ نہیں کہ مدرسہ فتحپوری کی اصلاح اور نظارۃ المعارف کے بانی پہلو کے اطمینان کے لئے مل دیں گے۔

مسلم یونیورسٹی کی فونڈیشن کمیٹی

۲۶ سے ۲۹ جولائی کو فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس بخیر و خوبی علیگڈھ میں ختم ہو گیا۔ جو تجاویز کمیٹی کے اس اجلاس میں پاس ہوئی ہیں۔ انہیں حریت کی روح کام کرتی ہے یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ یونیورسٹی کا چارٹر کن شرائط پر ملیگا۔ اور مسلمانوں کے لئے اس قسم کی یونیورسٹی کس حد تک مفید ہوگی۔ علیگڈھ کی مجوزہ یونیورسٹی میں احمدی جماعت کا عنصر کس حد تک ہے اور وہ اس قوم کے لئے کیا کر سکے گی۔ اس کا علم اس کے نظام سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس جماعت کو باوجودیکہ وہ دینی اور دنیوی تعلیم کے اعلیٰ مدارس اپنے قبضہ میں رکھتی ہے۔ اور علیگڈھ کے پلیٹ فارم سے ان مدارس کے متعلق بیچز الیوسی ایشن کے اجلاسوں میں خوشی اور مسرت کے نعرے بلند ہو چکے ہیں مگر اس جماعت کو ایک بھی ممبر منتخب کرنے کا حق نہیں دیا گیا۔ اور علیگڈھ کی کا عنصر کو ہر حال میں غالب رکھا گیا ہے کیا اسی امید پر

احمدی قوم سے چندہ لیا گیا تھا؟ ہماری جماعت کے افراد اور کارکن اس بات

کے شیدائی نہیں کہ وہ ضرور یونیورسٹی کے بورڈ آف ٹرسٹیز میں شامل ہوں۔ ان کے لئے اپنی قوم کے لئے بہت کچھ کام کرنے کا میدان وسیع اور وہاں کثرت سے میدان کار مطلوب ہیں۔ لیکن جس یونیورسٹی کے لئے ہمارے مکرم دوست بھی شروع سے شریک رہے اور انہوں نے اپنی انتہائی کوششوں سے اس سکیم میں مدد دی۔ آج یونیورسٹی کی فونڈیشن کمیٹی اتنا بھی گوارا نہیں کرتی کہ ان کے مفید مشوروں سے فائدہ اٹھانے کے لئے انہیں مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن میں اپنے قائم مقام بھیجنے کا حق حاصل ہو؟

حضرت امام علیہ السلام نے کیا سچ فرمایا ہے۔

ع
بجاں نسوکہ خود قطع تعلق کردایں قومی * خدا از رحمت و احسان میسر کرد اسبابش

قابل تقلید تجویز

صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق سنہ ۱۴ غیر سرکاری مسلمانوں کی مجلس مشورہ مقرر کی ہے کیا اچھا ہو اگر تمام صوبجات کی گورنمنٹیں اس بارہ میں صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ کی تقلید کریں مگر ایسی شوریٰ کی کمیٹیوں کو ضروری ہوگا۔ کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم کے سوال کو ہائی ایجوکیشن کے رنگ ہی میں نہ سوچیں بلکہ صنعت اور حرفت کی تعلیم کو عام کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اور ان ہر دو کے ساتھ مذہبی تعلیم کا انتظام ضروری نہ کسی رنگ میں کرنا چاہیئے۔

نومسلم فنڈ

مراد آباد کے اخبار انشیر نے بیجا اور ضروری تحریک کی ہے کہ جو لوگ نومسلم ہوتے ہیں ان کی دینی تعلیم اور ابتدائی گذارہ کے لئے ایک فنڈ ہونا چاہیئے یہ ایک ایسی تحریک ہے کہ اس کے ساتھ ہر مسلمان کی ہمدردی ہونی ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مصارف زکوٰۃ میں مؤلفۃ القلوب کو داخل کیا ہے۔ مگر اب تو عام طور پر نہ تحصیل زکوٰۃ کا انتظام درست ہے نہ اسکے خرچ کا۔ زکوٰۃ کا کل روپیہ امیر المؤمنین پاس جمع ہوا کرتا تھا اور وہ ضروریات اسلام پر اس کو خرچ کرتا تھا۔ مسلمانوں نے اسلام کے اساسی اصولوں کو چھوڑ دیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مافوق الطاقت بوجھ انہیں اٹھانا پڑا۔

بہرحال یہ تحریک قابل قدر ہے اور ہندوستان بھر میں اسکی ضرورت ہے۔ ہمارے مکرم بھائی ایڈیٹر صاحب نور نے بھی اس تحریک کے لئے ابتدا بہت کچھ دل کے پھپھولے پھوڑے اور احباب نے اس تحریک میں کچھ چندہ بھی دیا اور انہوں نے ایک مجلس بھی اس مقصد کے لئے حضرت امیر المؤمنین کے ارشاد کے ماتحت قائم کی۔ مگر اس کا نتیجہ کچھ نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقبرہ بہشتی کے اموال میں نومسلموں کا حصہ رکھدیا اور صدر انجمن ایک غیر مرتب نظام پر نومسلموں کی امداد کرتی اور وظائف دیتی ہے مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ ایک الگ صیغہ دوسرے صیغوں کی طرح ہو۔ اور یہ کام ایک سب کمیٹی کے سپرد ہو۔ ایڈیٹر صاحب نور نے اگر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے تو وہ اس پر توجہ کریں۔ اور یا اسے پھر اسے انجمن کے سپرد کر دیں۔ تاکہ وہ اپنے انتظام میں ہی کچھ کرے میں یہ یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ ضروری کام باقاعدہ شروع ہو تو قوم اور انجمن اس کے لئے ہر قسم کی مدد کے لئے آمادہ ہوگی۔

کانپور کا ہنگامہ

کانپور کی مسجد کے متعلق جوشیلے اخبار نویسوں کی شوخی قلم رنگ لائے بغیر نہ رہی اور اس نے مسلمانوں اور حکام کو پریشان کیا اس ہنگامہ کے متعلق احمدی جماعت کا رویہ انہیں اصولوں پر ہو سکتا ہے۔ جو معزز ہمعصر الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح کے اسٹیٹمنٹ کے بعد شایع کئے ہیں۔ اس کے سوا اگر کوئی آواز کسی طبقہ سے نکلے احمدی جماعت اس کے لئے ذمہ وار نہیں ہے۔

اس پر مفصل آرٹیکل انشاء اللہ تعالےٰ اگلی اشاعت میں شایع ہوگا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ اور ہمارے معاصرین

ایڈریانوپل میں ترکوں کا داخلہ اور پرکاش

ترکوں کے ایڈریانوپل کے داخلہ پر اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کا اعلان کیا گیا

تھا۔ جو آج سے ۱۰ سال پیشتر اللہ تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رومی سلطنت کے متعلق شایع کی تھی۔ جسکی تجدید پھر ۱۹۰۸ء میں ہوئی بلکہ رومی سلطنت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے سلسلہ پر اگر ہم نظر کریں تو ۱۸۹۷ء میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر ان واقعات کے متعلق مفصل پیشگوئیاں شایع کی تھیں

جو انقلاب سلطنت عثمانیہ کے

رنگ میں پوری ہوئیں۔ وقتاً فوقتاً الحکم ان پیشگوئیوں کے متعلق لکھ چکا ہے۔ جب ترک مغلوب ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام کا ایک حصہ پورا ہو گیا۔ اس وقت پرکاش اور ان کے دوستوں کے لب پر مہر خاموشی لگ گئی۔ اس لئے نہیں کہ انہوں نے اس پیشگوئی کی صداقت کے سامنے سر تسلیم جھکا دیا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ در اصل انہیں ترکوں کی مغلوبی سے خوشی تھی اور وہ اس مسرت میں محو تھے۔ اب جبکہ ان کی بحالی کی پیشگوئی کا خوش کن حصہ پورا ہوا۔ تو پرکاش کو اس پر اعتراض کرنے کی سوجھی۔ مگر لکھا تو صرف یہ لکھا۔ کہ سوائے ان کے تو یہ پیشگوئی کسی کو یاد نہ تھی۔ تمہیں یہ پیشگوئی کیوں نہ یاد رہی تھی۔ اور کس نشان سے تم نے فایدہ اٹھایا۔ اگر یاد رکھتے تو لیکھرام کا نشان کافی تھا۔ پھر قادیان کے آریوں کا عبرتناک انجام سبق دے سکتا تھا۔ جو یہ پیشگوئی تو اس کثرت سے پھیلائی گئی ہے کہ ہندوستان تو ہندوستان یورپ میں بھی بکثرت شایع ہوئی ہے مگر ہم یہ جانتے ہیں کہ فایدہ اٹھانے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

خیر پرکاش نے مخالفانہ رنگ ہی میں سہی ذکر تو کیا۔ مگر افسوس اور تعجب تو ان اسلامی جرائد پر ہے جو سلسلہ کی مخالفت کیلئے تو ایڑی چوٹی کا زور لگاتے اور جہاں ذرا بھی اعتراض کی جائز و ناجائز گنجائش ہو تو وہ شور مچاتے ہیں۔ لیکن اس نشان کو دیکھ کر منہ میں گھونگنیاں ڈال کر بیٹھ رہے۔ اس حق پوشی کی بھی کوئی حد ہے۔

زمیندار سب سے بڑھکر افسوس ہے کہ وہ اس نشان کا بہت بڑا گواہ ہے۔ مگر اس وقت تک وہ بھی خاموش ہے۔ باوجودیکہ احمدی قوم کے بعض معزز افراد نے اسکی گالیوں کی بھی پرواہ نہ کرکے اپنے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھایا۔ اور ہر موقعہ پر اسکی اعانت میں مناسب حصہ لیا اور اب اسکی واپسی کی خوشی میں شریک ہوئے۔ لیکن وہ اتنا بھی نہ کرسکا کہ اگر خدا کے خوف سے نہیں تو کم از کم اخلاقی حیثیت ہی سے اس نشان کی تصدیق شایع کرتا۔ کیا اس سے تلافی کی امید کرنی چاہیئے؟ اس کا جواب واقعات دیں گے!+

ایڈیٹر صاحب نور مندرجہ ذیل سطور بغرض اشاعت بھیجتے ہیں

کہ چند دوستوں کی تحریک پر ایڈیٹر نور کو بھیجے

دونوں حیدر آباد سندھ جانیکا اتفاق ہوا قبل ازیں یہاں کے اہل ہنود سناتن اور آریہ دھرم سے تعلق رکھتے تھے مگر آریہ دھرم کی خشک اور خیالی مذہب روحانیت دعاوی سے ان کی تسلی نہ ہوئی۔ اس لئے وہ آریہ دھرم سے منہ پھیر کر شری گورو نانک دیو جی کے شرن میں آئے۔ مگر وہاں کے لوگ جو تعلیم میں خاصی ترقی کر چکے ہیں۔ اب وہ ایسے دھرم اور ملت کے جویاں ہیں۔ جو روحانیت اور شریعت کے پہلو میں افضل اور اکمل ہو۔ خاکسار اڈیٹر نور نے حیدر آباد سندھ میں اپنے لیکچروں کے ذریعہ سکھ صاحبان کی مسلمہ کتب کے حوالجات اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچایا۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ راسخ الاعتقاد مومن تھے۔ پہلے تو وہاں کے نانک پنتھیوں کو کچھ برا معلوم ہوا۔ مگر جب شہادت کیلئے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک اور اقوال پیش کئے گئے تو ان لوگوں نے ان پر غور کرنا شروع کیا۔ اب سندھ ہرل میں یہ بات پڑھ کر ہمیں بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ وہاں کے چند معزز نانک پنتھی پنجاب میں ابھی لے آئے ہیں کہ وہ ڈیرہ بابا نانک میں جہاں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور گورو سہائے فیروزپور میں چولہ شریف جسکو حضرت باوا نانک صاحب ہر دو تر زیب تن فرمایا کرتے تھے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمادیں۔ یہ بھی ایک نہایت مبارک بات ہے۔ بیشک ہر ایک مذہب کے پیرو کو اپنے ہادی کے مت اور ملت کے متعلق ہر طرح سے تسلی اور اطمینان کرنا چاہیئے۔ اگر ازروئے تحقیقات حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے چیلوں پر یہ آشکارہ ہو جائے کہ حضرت باوا صاحب اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ تو پھر ایک چیلے کو اپنے گورو کے راستہ پر قدم مارنے سے کونسی طاقت روک سکتی ہے

اطلاع۔ اخبار الحکم کی باقاعدہ اشاعت کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ مجھے خدا کے فضل سے توقع ہے کہ اس مہینہ کے اخیر تک قادیان میں مشین کے جاری ہوجانے سے وہ اپنے وقت پر شایع ہونے لگے۔ ناظرین دعاؤں سے کام لیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی دینی خدمات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کیا خدمت کی؟ یہ ایک سوال ہے جسکا جواب مجھے اس سلسلہ مضامین میں دینا ہے!۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے جو کچھ بھی خدمت سلسلہ کی ہے اس میں شک نہیں کہ آپ نے مدح و ذم کے خیالات سے پرے جاکر محض ابتغاء لمرضات اللہ کی ہے اور ان خدمات سے انکا مقصود کوئی اجر نہ تھا لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جو انسان اپنے ہم جنس کا شکر گذار نہیں ہو سکتا وہ اللہ تعالیٰ کا جو ایک غیر مرئی ہستی ہے کبھی شکر گذار نہیں ہو سکتا۔

اس آرٹیکل کا محرک صرف یہ ارشاد ہی نہیں بلکہ وقت تقاضا یہ ہے بعض حلقوں میں یہ سوال ہوا ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے کیا کیا ہے۔ اسلئے بحیثیت ان کے کاموں کے ایک چشم دید گواہ کے میں حق سمجھتا ہوں کہ اس شہادت کو ادا کردوں۔

"حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمات کا خلاصہ ایک فقرہ میں ہی ادا کیا جا سکتا ہے کہ

وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شاندار عمارت کے ایک ستون ہیں اور سلسلہ کی اسوقت کوئی بڑی تحریک نہیں جو ان کے ذریعہ زندہ نہ ہوئی ہو۔"

میرے اس کلام میں کوئی مبالغہ نہیں بلکہ واقعات کی روشنی میں یہ صداقت عیاں ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلسلہ نہیں۔ بلکہ اسلام کی کل عمارت جس لاانفصام اور مستحکم چٹان پر کھڑی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جلالی اور جمالی تجلیات کے مظاہر یا نشانات ہیں۔ سلسلہ نبوت کی صداقت کا معیار ہمیشہ وہ فوق العادۃ پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی عہد کتاب ان جلیل الشان نشانات سے بھری ہوئی ہے اس زمانہ الحاد و دہریت میں جبکہ مادہ پرستی زوروں پر ہے اور بہت لوگوں کا خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانا محالات میں داخل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجکر

نبوۃ کے مسئلہ کو زندہ کیا!

اور قاہرانہ پیشگوئیوں کے ذریعہ ایمان بالنبوۃ کی حقیقت کو کھولا۔ ان بے شمار نشانات میں سے جو دلائل نبوۃ کا رنگ رکھتے ہیں ایک عظیم الشان نشان

حضرت مرزا محمود ہیں!

پس آپ کا وجود ۔ گورنمنٹ ۔ پرست ۔ جب اسلام کی زندہ بولتی ہوئی شہادت ہے اور اسلام کے احیاء کا ثبوت ہے ۔ تو اگر آپ سے کوئی خدمت بھی سلسلہ کی نہ ہوتی تو یہ کیا کم نشان تھا کہ آپ آیۃ اللہ ہیں ۔ اور آیۃ اللہ کا منکر یا مکذب کبھی مومن نہیں ہو سکتا ۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا وجود جس طرح ایک پیشگوئی کے ماتحت حجۃ اللہ ہو کر آتا ہے ۔ اسی طرح آپ کے عظیم الشان کاموں کی بنیاد بھی پیشگوئیوں ہی کے ذریعہ رکھی گئی ۔ ان پیشگوئیوں کو پڑھ کر جنکا ذکر میں ابھی کرونگا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے جانتا تھا کہ کوئی وقت آئیگا جو اس قسم کے سوالات ہوں گے کہ محمود نے کیا کیا ہے ۔ اس لیے قبل از وقت اس کے شاندار کاموں کی طرف اشارہ کیا ۔ چنانچہ اللہ تعالے نے اپنے مامور و مرسل حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا کہ

اس کے ساتھ فضل ہے کہ جو اسکے آنے کے ساتھ آئے گا ۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا ۔ اور نیز دوسرا نام اسکا محمود ۔ اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی ہے ۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ۔ (سبز اشتہار صفحہ ۲۱)

مصلح موعود جسکو قرار دیا گیا ہو ۔ جبکی آمد فضل کو لیکر آنے والی ہو ۔ اس کی شان اور اس کا کام اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالے نے اس کے ذریعہ ایک قوم کی اصلاح کا ارادہ کیا ہے اور یہ واقعات بتائیں گے ۔ کہ اس نوجوان نے اصلاح قوم کا کیا کام کیا ہے ؟ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت محمود کے کاموں میں اصلاح ہی کا اثر پایا جاتا ہے وہ کام اپنے اندر تاسیسی رنگ نہیں رکھتے اور یہ بھی سچ ہے کہ اکملت لکم دینکم کے بعد تاسیسی رنگ ہو بھی نہیں سکتا ۔ ہاں اصلاح و تجدید ہو سکتی ہے ۔ اور وہ اس نوجوان کے کاموں میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے ۔

پھر اسی سبز اشتہار میں حضرت مسیح موعود نے اس وقت جبکہ ابھی سلسلہ کا بنیادی پتھر نہیں رکھا گیا تھا (بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اسی اشتہار کے ساتھ سلسلہ کی بنیاد رکھی گئی) صاف طور پر لکھا کہ

دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا اُن کی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں ۔ سو خدا تعالے نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شق ظہور میں آجاویں پس اول قسم کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا کہ بشر الصابرین کا سامان مومنوں کیلئے طیار کرکے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے سو وہ ہزاروں مومنوں کیلئے جو اسکی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہو کر خدا تعالے کیطرف سے ان کا شفیع ٹھیر گیا اور اندر ہی اندر بہت سی برکتیں ان کو پہنچا گیا اور یہ بات کھلی کھلی الہام الہی نے ظاہر کر دی کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اسکی موت ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی جنہوں نے محض للہ اسکی موت سے غم کیا اور اس ابتلاء کی برداشت کر گئے کہ وہ اسکی موت سے ظہور میں آیا غرض بشیر ہزاروں صابرین و صادقین کیلئے ایک شفیع کیطرح پیدا ہوا تھا اور اس پاک آنیوالے اور پاک جانیوالے کی موت ان سب مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگی اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اسکی تکمیل کے لئے خدا تعالے دوسرا بشیر بھیجیگا ۔ جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں اس کے بارہ میں پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالے نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا جسکا نام محمود بھی ہے اور وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا ۔ (سبز اشتہار صفحہ ۱۷)

حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالے کے اعلام و الہام کے ماتحت جب اسکی بنیاد رکھی اسوقت یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ خود اولوالعزم محمود کی پیدائش انزال رحمت کا ذریعہ ہوگی اور اسکی آمد ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء کے رنگ میں ہوگی تا اسکی اقتدا اور ہدایت سے دنیا راہ راست پر آجاوے ۔ پس اسکا وجود محض ایک آیت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالے نے اُسے اس رنگ میں بھیجا ہے جس رنگ میں اللہ تعالے نے نبی اور خلفاء بھیجے ہیں کہ انکی اقتدا کی جاوے ۔ "یہ میرے الفاظ نہیں میرے خیالات کا نتیجہ نہیں اللہ تعالے نے اس شخص پر جو تمہارا امام مسیح اور مہدی تھا یہی ظاہر کیا اور اب اس آنیوالے کا نام محمود اولوالعزم رکھا یہ تو نوشتہ آسمانی ہے کسی ہاتھ اور عقل کی طاقت نہیں کہ اسے مٹا سکے پس جبکہ ابھی محمود پیدا نہ ہوا تھا خدا تعالے نے اسکے متعلق [illegible] کلام میں ظاہر کیا کہ وہ اولوالعزم صاحب اصلاح اور صاحب [illegible] ہوگا تو اب کون ہے جو اس نوشتہ کو بدل دے وہ ائمہ و اولیاء اور خلفاء کی فطرت لیکر آیا ہے اصلاح کے لئے آیا ہے اسی سے اس کے کام کا اندازہ ہو سکتا ہے یہانتک تو حسن ظن سے کام لینے والوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے وہ جو خدا کے مسیح اور مہدی پر ایمان لاتے اور ان نشانات اور آیات کے سامنے سر جھکاتے ہیں جو اس برگزیدہ پر ظاہر ہوئیں اگر کوئی کام اولوالعزم محمود سے ظاہر نہ ہوا ہوتا تو بھی خدا تعالے کا یہ کلام ہی ہمارے ایمان کے لئے مفید ہو سکتا تھا مگر یہ عجیب بات ہے کہ واقعات بھی اس کے مؤید ہیں ۔ ان عظیم الشان کاموں میں سے جو حضرت اولوالعزم نے احیاء و بقاء سلسلہ کے لئے کئے ہیں سب سے پہلے یہ بتلانا چاہتا ہوں

"کہ وہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے زندہ رکھنے والے ہیں"

اگرچہ تاریخی ترتیب کے لحاظ سے مجھے آپ کے اس کام پر دوسرے نمبر میں بحث کرنی چاہیے تھی ۔ اور پہلے نمبر پر انجمن تشحیذ الاذہان کا ذکر کرنا چاہیے تھا ۔ مگر میں تاریخی ترتیب کا لحاظ نہ کرکے سب سے اول مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے احیاء اور بقا کا موجب حضرت مرزا محمود احمد صاحب ہیں ۔ یہ بے انصافی ہوگی اور ایک تاریخی امر کو چھوڑ دینا ہوگا ۔ اگر میں یہ ظاہر نہ کردوں کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے اجراء و قیام کے حضرت خلیفۃ المسیح محرک تھے ۔ اور اس لحاظ سے اگر انہیں اس مدرسہ کا موسس کہا جاوے تو بالکل جائز اور درست ہے اور جب مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعلق وہ عظیم الشان اور حیرت انگیز انقلاب ہونے والا تھا اس وقت بھی حضرت خلیفۃ المسیح ہی ایک شخص تھا جسنے مدرسہ کے بقا کے لئے زبان کو جنبش دی ۔ اس خواہش کو پورا کرنے میں سرگرم اور اکیلا موید یہی نوجوان تھا ۔ جس کے متعلق آج کہا جاتا ہے کہ اس نے کیا خدمت کی ؟

مدرسہ تعلیم الاسلام سے نکلنے والی نسلیں کبھی اس اولوالعزم کے احسانات سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی ہیں ۔ جس نے اس مدرسہ کو از سر نو زندہ کیا ورنہ وہ ساعت ایسی تھی ۔ کہ قوم کے چھوٹے اور بڑے یہانتک کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اپنی رائے اس مدرسہ کو ایک خالص دینی مدرسہ کی صورت میں بدل دینے پر متفق ہو گئے تھے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو ان حالات کا پورا علم نہیں ہے اسلئے جب تک ان تاریخی واقعات اور حالات میں سے وہ گذر نہ جائیں ۔ اس کام کی اہمیت اور عظمت کا پتہ نہیں لگ سکتا ۔ اسلئے بہتر ہوگا کہ میں ان ایام کے حالات سے ناظرین کو آگاہ کردوں اور بھولی ہوئی باتیں انہیں یاد دلادوں ۔ ان حالات کو پڑھ لینے کے بعد ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اس وقت مدرسہ تعلیم الاسلام کا خاتمہ ہو چکا تھا ۔ اور تمام بزرگان قوم بجز حضرت خلیفۃ المسیح کے اور حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا محمود احمد کے اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو بند کر دیں ۔ اسے بالکل غیر ضروری غیر مفید اغراض سلسلہ سے بے تعلق سمجھ لیا گیا تھا ۔ اس حالت میں اس بچہ نے (جو ان ایام میں بچہ ہی تھا) اپنے نازک ہاتھوں کو اس انسٹیٹیوشن کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کے بچانے کے لئے حرکت دی ۔ اس کی آنکھوں نے اس وقت وہ دیکھا جو ہم آج دیکھ رہے ہیں ۔ جن لوگوں کے ہاتھوں میں تدبر و انتظام کی باگ تھی وہ اس نتیجہ پر متفق ہو چکے تھے کہ مدرسہ کی ضرورت نہیں ۔ لیکن آج اسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ لنڈن ۔ مصر میں تبلیغ و تعلیم کے لئے جا رہے ہیں ۔ پس مدرسہ کی اس زیست پر [illegible] خلیفۃ المسیح کے بعد اگر کسی وجود کا احسان ہے تو

"وہ صاحبزادہ محمود احمد ہے"

آئندہ نمبر میں انشاء اللہ تعالے میں وہ حالات دکھاؤنگا جن میں اس وقت مدرسہ گذر رہا ہے ۔

کارخانہ امرت دھارا کیواسطے امرت دھارا بلڈنگس میں یکم ستمبر ۱۹۱۳ء سے
خاص ڈاکخانہ بنام امرت دھارا پوسٹ آفس کھل گیا ہے
اس کے لئے جسقدر خوشی ہکو ہو جائے وہ ستو کو ہو سکتی ہے محتاج بیان نہیں ہے شاید یہ سب سے پہلی عزت ہے جو کسی دوا کے کارخانہ کو نصیب ہوئی ہے۔ کہ اس کا ڈاکخانہ اس کے نام سے ہو۔ شکر ہے اس دیالو پرماتما کا جس نے ہم کو ایک ایسی دوائی کی ایجاد کیواسطے انتخاب کیا کہ جس نے اسقدر نام پایا ہے کہ بچہ بچہ کی زبان پر ہے اور جس کیلئے ۱۰ ہزار سے زیادہ سارٹیفکیٹ موجود ہیں۔ جسکے برخلاف طوفان بے تمیزی برپا ہونے پر بھی اسکی عزت بڑھتی جاتی ہے اور جس کیواسطے ایک خاص ڈاکخانہ کی بھی ضرورت ہوئی ہے۔
اس خوشی میں ہم اپنے گراہکوں کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں
بات تو واقعی ایسی تھی کہ نصف قیمت کی رعایت کیجاوے مگر ایک بار آدھی قیمت کی اپنی ادویات میں رعایت کی تھی تو ہم نے اسکے ساتھ آخری کا لفظ لکھدیا تھا۔ اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ہمیں کمپنیوں کی طرح ہر بار آخری لکھکر پھر بھی رعایتیں کرتے رہنا بھلا معلوم نہیں ہوتا۔ اسواسطے معافی چاہتے ہوئے۔
اعلان کیا جاتا ہے کہ ہم ۲۲ ستمبر سے ۳۰ ستمبر تک امرت دھارا اور امرت دھارا
ودیش اپکارک اوشدھالیہ کی تمام دیگر ادویات و کتب پر فی روپیہ ۴ کی رعایت
ہوگی یعنی ۳/۴ قیمت لینگے جنکے پاس نہ ہو مکمل فہرست کے واسطے ابھی لکھدیں
خط آپ کو ۲۲ ستمبر سے ۳۰ ستمبر کے درمیان ڈالنا چاہیئے۔ چاہے ہم کو کسی تاریخ کو ملے۔ اس کے پہلے یا بعد کے خطوط پر کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ ان لوگوں کے لئے جنکی ادویات رعایت میسر نہیں ہوتی ہی نہیں رعایت کرنا بڑے فائدہ کی بات ہے مگر یقین جانئے کہ ہم رعایت کو اصولاً برا سمجھتے ہیں ہم اس میں نقصان سمجھتے ہیں۔ بات در اصل یہی ہے کہ ہم آپ کو بھی اس خوشی میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔
پس ابھی کارڈ ڈال دیجئے اور فہرست کو دیکھکر جو چیز ضرورت ہو اس کیواسطے ہم ۲۲ ستمبر سے ۳۰ ستمبر ۱۹۱۳ء کے درمیان ضرور خط ڈالدیں
ٹھاکر دت شرما ویدیہ ایڈیٹر ودیش اپکارک مالک کارخانہ امرت دھارا امرت دھارا بلڈنگس ـ امرت دھارا پوسٹ آفس لاہور
مطبع امرت دھارا - لاہور

مفت — مندرجہ ذیل میں سے جو مناسب سمجھیں صرف ایک کارڈ لکھ کر — مفت

مفت

منگا کر واقفیت حاصل کریں۔ آپ ان کو دیکھ کر خوش ہوں گے

رسالہ امرت جس کے اندر دنیا کی نئی ایجاد تقریبا امراض کا ایک ہی علاج مشہور و معروف اور عجیب دوائی

رجسٹرڈ — رجسٹرڈ

"امرت دھارا"

جو سرکاری رجسٹرڈ ہے مفصل بیان ہے آپ کے دیکھنے کے قابل ہے کس طرح ایک ہی دوائی اتنے فایدے کر سکتی ہے دھوکہ سے بچو۔ امرت دھارا کا سوائے پنڈت جی کے دنیا میں کوئی نہیں جانتا

رسالہ امراض مخصوصہ مرداں } مردوں کی خفیہ امراض کے اسباب علامات اور علاج اجکل کی حالت کا مکمل فوٹو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ گمشدہ طاقت کے مایوس مریض اس کو پڑھ کر کیا کر لیتے ہیں کاش کہ ہم اس کو اول دیکھتے یہ چالیس صفحہ کا رسالہ بھی مشہور ہے

فہرست ادویات دیش اپکارک و امرت دھارا اوشدھالیہ یہ فہرست ادویات کے نام اور انکے صرف ضروری مختصر اوصاف بتلاتی ہے اس کے اندر طبی کتب معنفہ شریمان وی۔ دانو پنڈت ٹھاکر دت شرما دید موجد امرت دھارا و ایڈیٹر اردو ہندی دیش اپکارک کی فہرست بھی موجود ہے

طبی اخبار دیش اپکارک } اردو میں ہفتہ وار او ہندی میں پندرہ روزہ ہے۔ ہندوستان بھر میں کوئی طبی اخبار سوائے اسکے ہفتہ وار نہیں ہے جسکو ذرا بھی حکمت کا خیال ہے یا حکمت کے ضروری اصول جاننے کی خواہش ہے وہ دیکھتے ہی اس کے خریدار بنجاتے ہیں نمونہ مفت ملتا ہے۔ قیمت سالانہ سے ششماہی عہ سہ ماہی ۲ ا ہندی کی سالانہ قیمت ع

نوٹ ایجنٹ بننے میں بڑا فایدہ ہے ہمارے لایق ایجنٹ بہت کماتے ہیں قواعد آسان ہیں۔

خط و کتابت تار کا پتہ اتنا کافی ہے (امرت دھارا لاہور) (رجسٹرڈ ۵۲)

سچائی کا جھنڈا

اشتہار بازی کی گرم بازاری معنوعوں کی تیزی اور طرح کی مریضوں کی بار بی آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام اشتہار سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں پھر منگواتے۔ بھلا اس میں کوئی دھوکا ہے

معجون طلسمی } قوائے تناسلی کی وجہ سے ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسلی دور یا رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فیکس عہ

طلاء طلسمی

بیرانہ سالی اور جوانی کی غلط کاریوں یہ امراض لاحق ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات خود کشی تک نوبت پہونچتی ہے ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں انشاء اللہ اس کو مفید پائیں گے

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور خوشنما بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ **رسیلوں دنداں** دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا قیمت فیکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کبھلاے سے آرام کرنا بہتر ہے

داد کا مرہم

اس کے لگانے سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی دور ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔ جب دوا سے فایدہ نہ ہو۔ تو اس کی آزمایش کیجئے۔ دیکھئے مہاراجہ صاحب کیا لکھتے ہیں۔ مہاراجہ کمار شریمان بکر دلیشور سنگھ شنکر پور ضلع بھاگلپور سے لکھتے ہیں:۔

کہ یہ دوسرا اتفاق ہے کہ آپ کے داد کے مرہم نے جادو کا اثر کیا۔ جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ قیمت فی ڈبیہ ۴ر محصول ڈاک ۲ ڈبیہ تک ۵ر ۱۲ ڈبیہ ۲ر

گلکر ہمی کے برمن نار اچند دت نمبر ۵۰ اسٹریٹ کلکتہ

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے بچہ اگر تندرست نہ ہو اور بھوک گھٹ گئی ہو تو اس کو دیگر اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے۔

اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ماننے سے چھپا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس

لنڈن لنڈن لنڈن

چند نادر الوجود طبی و کیمیاوی کتابیں

دوا ء الغرب یا قرابادین ڈاکٹری (جدید)

مؤلفہ رفیق الاطبا حکیم محمد فیروز الدین آیچ-پی-ایل-ایڈیٹر رفیق الاطبا ومحمد ڈاکٹر صاحبان

یورپ و امریکہ کے سرکاری اور غیر سرکاری گورنمنٹ کے مستند اور خاص خاص ڈاکٹروں کے ذاتی تجویز و مجرب نسخہ جات میں سے بہترین اور مفید ترین نسخہ جات کا یہ مجموعہ ہے جسمیں سر سے لیکر پاؤں تک کے کل امراض کے ترتیب وار مستند و مرکبات درج ہیں۔ یہ نسخہ جات دس بارہ مشہور و مستند ڈاکٹری کتابوں کے قریباً دس ہزار نسخہ جات کیا منتخب کئے گئے ہیں۔ جو اندازاً دو ہزار کے قریب ہونگے۔ یہ کتاب دو ڈاکٹروں کے مشورہ اور محنت سے مرتب ہوئی ہے جسمیں دو کے قریب وہ نسخہ جات ہیں۔ جو اسوقت یورپ میں پیٹنٹ (رجسٹری) ہو کر اشتہارات کے ذریعہ بکتے ہیں۔ اس کتاب کے ساتھ ایک ضمیمہ لگایا گیا ہے جسمیں ادویہ کے انگریزی اور اردو نام کی تطبیق کیگئی ہے اس کی تیاری میں سینکڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اور خاص اہتمام سے تیار کیگئی ہے۔ منتخب انگریزی نسخہ جات کا اتنا بڑا مجموعہ اردو کیا انگریزی میں بھی اس سے پہلے ایک کتاب کی صورت میں شائع نہیں ہوا ہے۔ کتاب (۵۵۰) صفحات پر ختم ہوئی ہے۔ قیمت (۴ روپیہ) رعایتی (للعہ) +

اکسیریان

مصنفہ مؤلف جناب حکیم محمد فیروز الدین صاحب ایچ-پی-ایل- اس کتاب میں موجودہ زمانہ کی ضرورت کے مطابق تمام ان امراض کا جو آجکل خصوصاً نوجوانوں میں پائی جاتی ہیں۔ بالوضاحت تذکرہ۔ ان کا طریق پیدائش۔ اسباب اور انکے شروع سے آخر تک تمام شناخت یعنی تشخیص اور جزوی و کلی طور پر مستند اور مجرب علاج اس وضاحت و تحقیق سے لکھا ہے کہ وہ جنسے تعلق رکھتا ہے۔ اس قسم کے امراض کے علاج میں جو رموز ہیں اور جو عام طور پر نہ کتابوں میں پائے جاتے ہیں اور استاد ان کو ظاہر کیا کرتے ہیں۔ اور اس واسطے یہ امراض لاعلاج یا بہت کم علاج پذیر ہو جاتے ہیں۔ جریان کی حقیقت۔ جریان کی تعریف اسباب جریان جریان کی علامات۔ جریان کا انجام نتیجہ بد۔ جلق۔ اغلام۔ سرعت۔ احتلام رقت منی۔ اور انکے اسباب اور علاج اس وضاحت سے لکھا ہے۔ اور ایسا مدلل لکھا ہے۔ کہ اگر ناظرین عش عش نہ کر اٹھیں تو ہم ذمہ وار ہیں یونانی طب اور نیز ڈاکٹری کا مجموعہ ہے۔ قریباً (۳۰۰) نسخہ جات ہونگے۔ حجم ۲۵۰ صفحہ تقطیع ۲۲×۱۸ قیمت مجلد عہ۔ رعایتی ۱۲ر +

ایک مجمع الاسم کتاب کا ترجمہ

جو فی الحقیقت فارسی اور پشتو زبان سے مخلوط بیاض تھی جو اتفاق سے ملگئی تھی اسکے بعض نسخہ جات کا ترجمہ کیا گیا تھا۔ جو صحیح نکلے اس لئے اس کے بعض معتبر اور معقول نسخہ جات اکسیر وحلان و کشتہ جات وغیرہ کا جناب حکیم صاحب نے ترجمہ کیا اسمیں عجیب و غریب اکسیری نسخہ جات ہیں۔ اور قابل دید ہے۔ دوسرا ایڈیشن قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ر +

مجمع المجربات

حکیم سی نا طبیب خاص شاہ اکبر کے خاص مجربات ہیں جن کو انہوں نے خود ایک بیاض میں تحریر فرمایا تھا۔ اور جو اب اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔

حجم ۱۰۰ صفحہ۔ قیمت ۱۲ر۔ رعایتی ۶ر +

ذخیرہ سکندر ذوالقرنین

(ترجمہ اردو) صنعت۔ شعبدات اور نجومی اثرات کے تذکرہ میں ایک عجیب کتاب ہے۔ جو اول یونانی زبان سے عربی میں۔ پھر عربی سے فارسی میں اور اب فارسی سے اردو زبان میں کیگئی ہے۔ اور جو ایک خاص شہرت رکھنے والی کتاب ہے۔ حجم ۴۲ صفحہ۔ قیمت ۸ر۔ رعایتی ۴ر +

عین الادویہ

آگ کے فوائد پر ایک مفصل کتاب ہے جسمیں اسکی ہر قسم سے مختلف بیماریوں کا علاج لکھا گیا ہے۔ اور اس کے اجزاء سے ہر دھات۔ اور دھات اور پتھروں کا متعدد طریق سے کشتہ کرنیکی ترکیب لکھی ہیں جنمیں سے اکثر مؤلف کی مجربہ ہیں۔ نہایت اچھا رسالہ ہے

حجم ۸۰ صفحہ قیمت ۱۲ رعایتی ۶ر +

رسالہ چیچک

جسمیں حکیم محمد صنیع صاحب ماہر ہی نے نہایت تفصیل سے چیچک کی پیدائش۔ اسباب۔ علامات مصالح و بد اقسام علاج اس سے محفوظ رہنا ہے۔ اور ہو نے پر دیگر اعضا کو محفوظ رکھنا اور علاج ہر قسم کا مجرب لکھا ہے۔ حجم ۶۰ صفحہ قیمت ۴ر۔ رعایتی صرف ۲ر +

مہرہ مار

اس کتاب میں ہر ایک قسم کے سانپ کے زہر کے دفعیہ کیلئے بہت سے سہل الحصول نسخہ جات کا ذکر ہے۔ اور عجیب عجیب ترکیبیں سانپ کے زہر دور کرنے کی درج کیگئی ہیں جو گیوں۔ سنیاسیوں کے اعمال اور اکثر خاص ترکیب علاج کی تو ضیح کیگئی ہے۔ اکثر نسخہ جات ایسے سہل ہیں کہ ہر جگہ مثلاً جنگل میں بیٹھے بھی انسے فائدہ اٹھا سکتے ہے۔ قیمت ۲ر۔ رعایتی ۱ر +

دواء الہند یا قرابادین ویدک

مؤلفہ رفیق الاطبا حکیم محمد فیروز الدین آیچ-پی-ایل-ایڈیٹر رفیق الاطبا باعانت وید صاحبان

ویدک مرکبات کے مفید ہونے کو نہ صرف مسلمانوں ہی نے تسلیم کیا ہے۔ بلکہ اہل یورپ کی تصانیف بھی اسکی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ بخصوصاً اسکے مرکبات کا وہ حصہ جو رسون کے نام سے موسوم ہے۔ بہت ہی قیمتی نادر اور مفید ہے اگرچہ اسلامی تصانیف طبیہ میں اکثر ویدک نسخہ جات شامل ہیں مگر رسون کی تراکیب نے آجتک سنسکرت یا ہندی زبان کے سوائے کسی دوسری زبان کا لباس نہیں پہنا۔ اس قرابادین میں رسون کیطرف خصوصیت سے توجہ کیگئی ہے تمام کتاب کا قریباً ¾ حصہ رسون اور انکے متعلقات کے متعلق ہی ہے۔ اس حیثیت سے یہ ایسی اہم کتاب ہے کہ کسی طبیب یا وید کی لائبریری اس سے خالی نہیں ہونی چاہئے۔ اسکی ترکیب کیلئے کئی ایک ویدوں کو تکلیف دیگئی ہے اور بہت سی کتابوں کے تراجم کرنیکی ضرورت ہوئی ہے۔ کئی بار انکے مسودات ردی اور مشکوک یا غلط ثابت ہوئے ہیں۔ اسلئے سینکڑوں روپیہ خرچ ہو گئے ہیں۔ اس کتاب میں اندازاً ہزار بارہ سو کے قریب نسخہ جات ہیں۔ ¼ رسون کے اور ¾ عام مرکبات کے۔ چونکہ رسون میں کشتہ جات ڈالے جاتے ہیں۔ اس لئے ہر دھات اپدھات۔ پتھر وغیرہ کے متعدد کشتہ جات بھی کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔ پارہ کی طویل بحث بطور تتمہ ہے۔ (دنیائے طبی دنیا میں یہ پہلی کتاب ہے۔ جو ویدک مرکبات کو اردو زبان میں لاتی ہے حجم قریباً (۴۵۰) صفحہ قیمت (۴ روپیہ) رعایتی (للعہ) +

معدن الاکسیر یا رسالہ کشتہ جات

مؤلفہ جناب حکیم محمد فیروز الدین صاحب ایچ-پی-ایل- اسمیں ان سب کا ذکر کیا گیا ہے۔ جنکا جاننا کشتہ جات کے بنانے کے لئے ضروری ہے اور ہر قسم کے جتنے کشتہ جات کو اسمیں جمع کیا گیا ہے۔ جو تعداد میں ۳۰۰ کے قریب ہیں۔ سب سے پہلے کشتہ جات کے مفید ہونیکی دلائل دیگئیں۔ اور مخالفین کے اعتراضات کے معقول جواب دیئے ہیں۔ کشتہ جات کی پختگی کے علامات اور انکے خام ہونیکے نشانات۔ کشتہ تیار کرنے اور استعمال کرنے کی شرائط۔ پٹ جنتر وغیرہ آگ دینے کے طریق۔ گل حکمت کیر تی کرنے کے ڈھنگ انکے متعلقہ۔ ضروری دھاتوں اپدھاتوں کو صاف کرنیکے مختلف طریق اور ہر دھات یا اپدھات وغیرہ کے کشتہ جات کی تراکیب لکھنے سے پہلے ان کے عام خواص اور پھر ہر ایک ترکیب کشتہ کے خواص اور ترکیب استعمال سب لکھے ہیں آخر میں دھاتوں اور اپدھاتوں وغیرہ کے اصطلاحی نام جمع کر دیئے ہیں۔ اور دوا نیز انکا علاج بھی لکھدیا ہے۔ جنکا ذکر اثنائے کتاب میں آیا ہے۔ ہر دھات اور اپدھات اور جواہر کے کشتہ کرنیکی بہت سی تراکیب لکھی ہیں۔ جنمیں سے اکثر سہل ہیں۔ اور اکثر مشکل بھی۔ گویا ہر مذاق کا سامان جمع کر دیا ہے۔ اور کوئی پہلو نہیں چھوڑا۔ بہت سے حکیم صاحب کے اپنے ذاتی مجربات میں اور اکثر حکیم صاحب کے اپنے خاندان کے۔ باقی مستند حکما کی بیاضوں سے لئے گئے ہیں۔ غرضیکہ ہمہ نوع کتاب کے مفید بنانے میں کوشش کیگئی ہے جسکے پاس یہ کتاب ہوگی اسے یقیناً کسی اور کتاب سے کوئی کشتہ دیکھنا یا کسی سے دریافت نہ کرنا پڑیگا۔ ہر حکیم کا کتبخانہ اس سے خالی نہیں ہونا چاہئے۔ حجم ۴۰۰ صفحہ تقطیع ۲۲×۱۸ قیمت مجلد عہ۔ رعایتی ۱۲ر +

خزینۃ المجربات جلد اول و دوم

بالو غلام نبی صاحب دم سفری دواخانہ لاہور طب کیمیاوی معلومات کی حیثیت سے عام طور پر مشہور آدمی ہیں۔ طب کا کوئی رسالہ یا اخبار ایسا نہ ہوگا جسمیں آجتک آپکے خصوصاً کیمیاوی مضامین و تجربات شائع نہ ہوئے ہوں۔ آپ کو بچپن ہی سے طب۔ کیمیا۔ صنعت و حرفت اور شعبدات کی کتابیں دیکھنے۔ ان پر مضامین لکھنے اور پھر انکے اعمال کو تجربہ کرنیکا خاص شوق رہا ہے۔ ان چہار امور پر آپنے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جو عوام میں مقبول ہو چکی ہیں۔ اب خاص طور پر عمر گذر جانے کے بعد آپنے ان تمام نسخہ جات کو ایکجگہ جمع کیا ہے۔ جنکا آجتک آپنے تجربہ کیا اور آپکے تجربہ میں مفید و صحیح ثابت ہوئے۔ دار الکتب رفیق الاطبا نے آپکی اس کتاب کو معقول معاوضہ پر خرید لیا ہے۔ اور دو حصوں میں شائع کیا ہے۔ حصہ اول طب اور کیمیا کے متعلق آپکے مجربات ہیں۔ جسمیں ہر قسم کے نسخہ جات کشتہ جات وغیرہ وغیرہ درج ہیں اس حصہ کا حجم ۱۰۰ صفحہ ہے قیمت ۸ر رعایتی ۴ر حصہ دوم۔ میں صنعت و حرفت اور شعبدات کی تراکیب ہیں۔ اسکا حجم ۱۰۰ صفحہ سے زائد ہے۔ قیمت عہ رعایتی ۸ر +

ترویج الارواح معروف بہ حل قانونچہ

استاد الاطبا حکیم احمد الدین صاحب شارح موجز اور مصنف کتب طبیہ نے قانونچہ کا عام فہم اردو بامحاورہ ترجمہ کیا ہے بلکہ ساتھ ہی بہت ضروری تشریح بھی کر دی ہے۔ جن مرکبات کا اصل کتاب میں ذکر تھا اور انکے نسخے نہیں لکھے تھے۔ وہ سب آخر میں ضمیمہ کے طور پر درج کر دیئے ہیں۔ اسکو حفظ نامہ کے علاج وغیرہ میں مدرسلیم طرق ہے۔ قیمت ۶ر۔ رعایتی ۳ر +

الجواہر

کتاب مذکور حکیم شمس الدین محمد فیلسوف مغربی کی تصنیف فن جواہرات سازی اور سینکڑوں اعلیٰ صنعت و حرفت میں ہے۔ ماہر فن کیمیا حکیم حاذق۔ متلاشی روزگار پیشہ ور غرض ہر طبقہ کے آدمی اس کتاب سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں حضرت مصنف نے جواہرات کے بنانے میں کمال کیا ہے۔ کہ یاقوت چھوٹے چھوٹے جواہرات اصلی سے بہ ترکیب حکیمانہ اور بڑے قیمتی جواہر بنائے ہیں ایسے تجار سے جنکا مادہ واحد اور ترکیبیں بہت مختصر اور آسان بازاری اجزا کی ہیں۔ ہر قسم کے قیمتی جواہر بنا موانکے خواص کے اسمیں کر دیئے ہیں علاوہ اور بہت سی صنعت و حرفت کے مضامین درج ہیں۔ اکثر اشیا کے خواص اور کشتہ بھی لکھے ہیں۔ اور عجیب عجیب کشتہ جات ہیں۔ قیمت عہ رعایتی ۸ر

رموز الاطباء

کی نسبت صدہا آرائیں سے چند راؤں کے خلاصہ جات

جناب حکیم مولوی حافظ عبد الولی صاحب جھوائی ٹولہ لکھنؤ

رموز الاطباء جس میں اطبا کے معمولہ اور مجربہ نسخوجات مندرج ہونیکے علاوہ اطبا کی تصاویر اور مختصر حالات زندگی بھی لکھے گئے ہیں میری نظر سے گذری حقیقۃً یہ کتاب ملک کیلئے کارآمد اور مفید چیز ہے اطبا اور غیر اطبا دونوں اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ غیر اطبا کے لئے تو یہ آسانی ہے کہ انکو اچھے اچھے طبیبوں کے حالات معلوم ہو جائینگے۔ اور وہ ضرورت کیوقت ان سے مشورہ لیکر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ نیز بعض بعض مجرب اور آسان نسخے ایسے انہیں اس کتاب میں ملینگے جس سے انکو بہت فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ اور وہ باقاعدہ علاج سے بچ جائینگے جس میں ایک حد تک سخواکو بہت دشواری ہوتی ہے۔ اطبا کیلئے یہ فائدہ ہے۔ کہ مجربہ نسخوجات کا ایک اچھا خاصہ ذخیرہ ہاتھ لگتا ہے۔ اور بہت عمدہ موقعہ تجربہ کرنے کا مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے اور منفعت ذاتی کا ملتا ہے۔ پس ایسی کتاب کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا ملک کی قدردانی کا ثبوت ہوگا۔ اور کام کرنیوالے کے لئے باعث ہمت۔ ہمیں کوئی شک نہیں کہ حکیم محمد فیروز الدین صاحب مؤلف کتاب ہٰذا نے اس کے مرتب کرنے میں بہت محنت کی ہے۔ جا بجا مختلف سفر کئے ہیں اطبا کی خوشامدیں کی ہیں جب کہیں انہیں یہ ذخیرہ نصیب ہوا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اپنے مجربہ نسخہ دینے میں اطبا کو کسقدر اغماض اور بخل ہوا کرتا ہے۔ اسکا حاصل کرنا کچھ دل لگی نہیں تھی۔ دیباچہ مصنف کو میں خاص نظر سے دیکھتا ہوں اور نہایت پسند کرتا ہوں حقیقۃً میرے خیالات بالکل اسکی تائید میں ہیں۔ اور مجھکو اس دیباچہ سے مصنف کا علاوہ محنتی ہونے کے روشن خیالی اور مسائل کا صاف طور سے دماغ میں آنے کا ثبوت ملتا ہے۔ نسخہ جات کی بہ ترتیب امراض جو فہرست بنائی گئی ہے۔ اسکو مفر حل مشکلات میں اسکو نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ مصنف کا یہ خیال کہ کوشش کر کے اس کتاب کے شائع شدہ نسخوں کی نسبت اطبا کا تجربہ مزید حاصل کیا جائے بہت عمدہ خیال ہے۔ اور بیشک کتاب اسکا نتیں نئے فارمو کرپا کیلئے بہت کچھ مدد دیسکیگی۔

جناب شمس الاطبا۔ خانصاحب حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی خانصاحب مصنف مخزن حکمت لاہور:-

رموز الاطبا۔ مشاہیر اطبائے وقت کا ایک عمدہ باتصویر تذکرہ اور نسخہ قیمتی تجربات کا ایک نادر ذخیرہ ہے۔ جناب حکیم محمد فیروز الدین صاحب ایچ پی ایل نے جو کہ طبی ترقیات کیلئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ اس کتاب کی تالیف سے طبی لٹریچر میں ایک نہایت قابل قدر اضافہ کیا ہے جسکے لئے ہندوستانی طبی پبلک کو انکا مشکور ہونا چاہئے۔ رموز الاطبا کا یہ پہلا حصہ درحقیقت اس جزو طبی قرابادین یا دستور العلاج) کا سنگ بنیاد ہے۔ جسکی کہ اطبا کو سخت ضرورت ہے۔ خداوند تبارک تعالے جناب حکیم صاحب کو توفیق عطا و ہمت فرماوے کہ ایسے نیک اور مفید کام کو جلد انجام دیکر خیر الناس من ینفع الناس کے مصداق بنیں ٭ آمین (جیلانی)

جناب شفاء الملک بہادر حکیم مولوی رضی الدین احمد خان صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم دہلی

میں نے کتاب رموز الاطبا کو بالاستیعاب دیکھا یہ کتاب قریب زمانہ کے گذشتہ طبیبوں اور موجودہ اطبا کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ مفید مجموعہ ہے۔ اور فن طب کے اس دور کے جاننے والے کی یادگار رہیگی اس کے مؤلف فن طب میں عمدہ قابلیت رکھنے کے ساتھ تصنیف تالیف کا اسقدر شوق رکھتے ہیں۔ کہ انکی مفید تالیفات سے فن مذکور کے ذخیرہ کتب میں بہت اچھا اضافہ ہو رہا ہے۔ اور اسی لئے وہ مستحق شکر گذاری ملک ہیں ٭

جناب حکیم مولوی سید اکبر علی خان صاحب طبیب خاص ریاست جے پور:-

الحق یعلو ولا یعلیٰ۔ بفضل تعالے اب یہ کتاب فیض انتساب حکیم کنز حکمائے نامدار اور رموز الاطباء کا ذخیرہ ہے حکیموں۔ ویدوں۔ ڈاکٹروں کے مضامین علمی اور تجربات عملی کا ایک معدن ہے۔ اور بلحاظ مذاق طبی طبیبوں کے نسخوجات صدریہ کی بعض قرابادین بنی ہیں بلکہ اطبائے ہند کا ایک یہی مخزن ہے۔ اگر اسکو زینت مطب اور دستور العمل بنایا جائے۔ اور مخزن حکمت و رتقا الزمن شفائے علل کہا جائے۔ تو درست بجا ہے۔ یہ کتاب محض اطبا کے لئے ہی کارآمد نہیں بلکہ مفید ہر خاص و عام کا فائدہ اٹھانے کی منفعت کا ہے۔ بذریعہ اسکے فاضل مؤلف نے جو خدمت طب یونانی کی زبانی ہے اور جو محنت شاقہ برداشت کی ہے۔ وہ نہایت قابل قدر ہے جسکا میں تہ دل سے مشکور ہوں اس کام کی صدق دل سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مبارکباد دیتا ہوں ٭

(حکیم سید شاہ اسحاق حسن قادری نوری مارہروی)

رموز الاطباء اس قابل ہے کہ ہر شخص اسے اپنے پاس رکھے۔ اور اس امر سے اسکو معالجہ میں مدد لے۔ اس کتاب کے اکثر نسخوجات ایسے دیکھے گئے کہ ایسے نسخوجات بہت کم ملینگے ٭ (خان بہادر حکیم مولوی نظیر حسین خانصاحب مہتمم دار الشفا شاہی لکھنؤ)

رموز الاطباء میرے معائنہ سے گذری۔ میری منصف مزاجی اور انصاف پسندی مجھے سختی سے مجبور کر رہی ہے۔ کہ میں اس امر کا اظہار کروں۔ کہ فی الواقعہ یہ کتاب ایک بے نظیر کشکول ہے محض صد ہا اطبا کے آزمائی سینہ بسینہ مجرب نسخوجات کا مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ اطبا کے خاندانی حالات کی حیثیت سے ایک تاریخی گلدستہ بھی ہے۔ (پنڈت شیشر ناتھ بی اے سکرٹری ونل راجپت سبھا ریاست نمبر ۔۔۔)

رموز الاطباء کو جب غائر نظر سے دیکھا گیا تو پہلی بات جو ترجمان قلب سے بیساختہ ظاہر ہوئی۔ یہ تھی کہ ہیچ آفرین باد بریں ہمت ۔۔۔ ورجزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ حکیم فیروز نے تحقیقات اپنے ۔۔۔ فیروز ہے۔ اور فیروز ہی رہا کرے۔ آمین۔ فن اور ملک کی انتفاع و اہتمام ۔۔۔ سے کام جو بیڑا اٹھایا۔ خدا کے فضل سے کامیاب بھی ہوا ٭ (حکیم مولوی ۔۔۔ حسن نانگرول۔ کاٹھیاواڑ)

رموز الاطباء کی نسبت بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے ۔۔۔ جمہور توآموز طبیبوں کے لئے تو بیشک یہ آبحیات ہے ۔۔۔ (حکیم قاضی یوسف سلیمان میونسپل کمشنر فیروز آباد۔ آگرہ)

رموز الاطباء سنئے اطبا کے سوسے کتمان تجربات کا الزام دور کر دیا حقیقۃً ایک ملکی اور طبی تصنیف ہے۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے ایک لائق پیروی سبق ہے۔ اس بیش قدر خدمت کی کیسے کم یہ قدر شناسی ۔۔۔

کہ ہر ملکی فن کے پاس اسکی ایک کاپی ضرور رہے ٭ (حکیم سید جعفر حسین طبیب اول دار الشفا لکھنؤ)

رموز الاطباء (ایک طویل ریویو جو غالباً ایک جزو کے قریب ہوگا لکھکر) کے فوائد اور خوبیوں پر اگر نظر کرتا ہوں تو مشورہ دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اسکا ہر لائبریری اور مطب میں جگمگاتی ہوئی فانوس مع ناضروری ہے اگر یہ نہیں تو وہ لائبریری اور مطب اندھا بے نور اور تاریک محسوس ہوگا۔

(حکیم سید احمد شاہ۔ طبیب خاص ریاست بھیکم پور)

رموز الاطباء طبی دنیا کی لائبریری کی زینت۔ اطبائے گرامی کے نفائح کا بے بہا ذخیرہ۔ ہمعصر اطبا کی بیدار مغزی اور وددیار دلی کی تصویر۔ انکی فیاضی کا ذکر اور طبی میدان میں آپکے کارہائے نمایاں کا مظہر سبحان اللہ آپنے وہ کام کیا جو آئندہ طبی نسلوں کیلئے کام کرنے کے میدان میں ایک عمدہ ترین مثال اور اعلےٰ سبق ہوگا ٭ (حکیم مہندر ناتھ شرما میرٹھ)

رموز الاطباء حکمائے ہند کا ایک عمدہ سے عمدہ البم اور انکے تجارب کا نادر ذخیرہ ہے۔ خدا ہمارے دوسرے طبی لیڈروں کے ساتھ ہمکو دیر تک سلامت رکھے۔ (حکیم مولوی غلام محی الدین صاحب فاروقی مدراس)

رموز الاطباء کے متعلق کچھ عرض کرنا تحصیل حاصل ہی نہیں بلکہ منہ چڑانا ہے۔ کیونکہ اسکا ظاہری اور باطنی حسن ذرا بھی محتاج بیان نہیں۔ (حکیم محمد شاہ اللہ شونا تھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ)

رموز الاطباء کا ظاہری و باطنی پہلو ہرگز محتاج بیان نہیں یہ گویا اسم بامسمیٰ ہر لائبریری اور ہر طبیب کے کتب خانہ کا زینہ و جزو ہے۔ بجز اس کے علاوہ دیکھنے کے خیال بھی پیش نظر ہوتا ہے۔ تو ایکی صحت و عافیت دائمی کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ اور رموز الاطبا جیسی تالیف پر

صدق دل سے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مبارکباد دیتا ہوں ٭

رموز الاطباء کو مضامین علمی و عملی کا گنجینہ اور اسرار و نکات طبیہ کا ذخیرہ کہا جائے تو بجا ہے۔ اس مفید تالیف پر آپکو داد اور مبارکباد دینا ہمارا فرض ہے ٭ (خانصاحب حاجی آغا محمد حسین مشہو معتمد ریاست ہولیو)

رموز الاطباء واقعی قابل دید کتاب ہے۔ اس کا ایک نسخہ ہر طبیب کی لائبریری میں ہونا ضروری ہے ٭ (ڈاکٹر ہرکیسند اصاحب۔ ضلع گوجرانوالہ)

رموز الاطباء بہت اعلےٰ پایہ کی کتاب ہے۔ اسکا ایک ایک نسخہ ہر گھر میں موجود ہونا چاہئے۔ اسکی قدر وہی جانتا ہے جس نے کبھی کسی نسخہ کی بابت کسی حکیم۔ وید سنیاسی یا ڈاکٹر کی خوشامد اور منت اٹھایا پھر بھی جواب صاف پایا۔ (حکیم ڈاکٹر مرزا محمد ابراہیم شفاخانہ محمدیہ۔ فیروز پور)

رموز الاطباء مریضوں کا سچا اور طبیبوں کا حقیقی رہنما ہے۔ اس سے ہر شخص کو گھر بیٹھے تجربات صدریہ کا ذخیرہ اور معلومات عزیزیہ کا خزانہ ہاتھ آگیا ہے۔ ورنہ کسی کا تمام عمر طبی میں اسقدر معلومات مجربات کا فراہم کرنا ممتنع عقلی و محال عادی تھا۔ (حکیم حاجی مولوی سید ابو الحسن محمد قادری سہسوانی)

رموز الاطباء ہم لوگوں کے سامنے نہیں رکھی گئی۔ بلکہ ایک قیمتی خزانہ ہے ایسا بے بہا خزانہ جس کا صرف بھی بے بہا۔ اس کا ہر فرد کے گھر میں ہونا لوازمات میں سے ہے ٭

(حکیم مولوی محمد عبد الرؤف شہرت نیو تنوی۔ ایجنسی ۔۔۔)

پتہ کا:- منیجر دار الکتب رفیق الاطباء و رسالہ رفیق الاطباء لاہور موچی دروازہ